مطبوعات

رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ حصہ اوّل

مؤلف: مولانا محمد نافع صاحب

ناشر: دار التصنیف جامعہ محمدی شریف جھنگ (پاکستان)

صفحات: ۴۶۴ کتابت وطباعت: عمدہ آفسٹ۔

قیمت: ۲۵/- روپے

سورۂ فتح کے آخری رکوع کی ایک آیت میں اصحابِ نبی اکرم کی مابہ الامتیاز خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ کافروں پر سخت اور باہم بڑے رحمدل ہیں (اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ) "رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ" اس آیت میں مذکور دوسری صفت کا تفصیلی بیان ہے۔

فاضل مؤلف نے اپنی اس گراں قدر تالیف میں قرآن وسنت اور مستند تاریخی شہادتوں سے اس گمراہ کن پروپیگنڈے کا پردہ چاک کیا ہے کہ حضرت علیؓ اور اہل بیت، خلفائے ثلاثہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے ناراض اور اُن کی ناانصافیوں کے شکار رہے۔ انہوں نے مسکت دلائل اور ناقابلِ تردید تاریخی حقائق کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ خلفائے راشدینؓ، صحابۂ کرامؓ اور اہل بیت کے درمیان گہرے تعلقات تھے جو باہمی اُنسیت ومحبت، مروّت ومودّت، شفقت ورأفت اور ایثار وقربانی پر مبنی تھے۔ ان کے درمیان عداوت وخصومت، رنجش وآویزش کی جو داستانیں تصنیف کی گئی ہیں وہ سرتاسر خانہ ساز اور بے بنیاد ہیں۔ اس کتاب کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ اہلِ تشیع کے حق پسند اور صاحب تقویٰ بزرگوں کی آرا بھی فاضل مؤلف نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کی ہیں جن سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ خلفائے راشدین نے حضرت علیؓ اور اہل بیت میں سے نہ کسی کا کوئی حق مارا اور نہ اُن سے کوئی ناروا سلوک روا رکھا۔ اسی طرح اہلِ بیت کا رویہ بھی خلفائے راشدین کے ساتھ تعاون واشتراک اور ہمدردی وخیر خواہی کا تھا۔ ساری کتاب میں علمی وقار نمایاں نظر آتا ہے لیکن اس وقیع تصنیف کے چند مباحث محل نظر ہیں۔

صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۵ پہ الزامی جواب کے عنوان کے تحت جو کچھ تحریر کیا گیا ہے وہ نہ صرف حضرت علیؓ، اہل بیت بلکہ خود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی کوئی اچھا تصور پیش نہیں کرتا۔ مؤلف نے کتاب کے آغاز میں ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ جو روایت کتاب وسنت کے خلاف ہو وہ ناقابلِ قبول ہے۔ معلوم نہیں اس مقام پر مؤلف کے پیشِ نظر یہ اصول کیوں نہیں رہا اور الزامی جواب کے جوش میں بے سروپا باتیں کیوں تحریر کر گئے؟

بعض مقامات پہ غلط محاورات بھی استعمال ہوئے ہیں مثلاً "کلام کریں گے" کی جگہ "کلام چلائیں گے" (صفحہ ۱۷۸) اور "متہم آدمی" کی جگہ "تہمتناک آدمی" (صفحہ ۱۴۱) استعمال کیا گیا ہے۔

فاضل مؤلف نے "چند تمہیدی امور" (صفحہ ۵) کے زیرِ عنوان روایات کے ترک وقبول کا ایک اصول قائم کیا ہے جس کا لُبِ لباب یہ ہے کہ جو روایت قرآن وحدیث سے متعارض ہو وہ لائقِ التفات نہیں ہے۔ ہماری رائے میں تاریخی واقعات کی جانچ پڑتال کا یہ معیار صحیح نہیں ہے۔ یہ اصول صرف اعتقادات، معاملات اور احکامات کے بارے میں ہے نہ کہ اہلِ ایمان کے انفرادی اور ذاتی حالات کی تنقیح کے لیے۔ مؤلف کے مذکورہ اصول کو اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اصحابِ رسولؐ کے درمیان صفین وجمل کی جو خونریز جنگیں ہوئیں وہ تاریخی افترا ہی قرار پائیں گی کیونکہ اہل ایمان، خصوصاً صحابہ کرامؓ، کی مابہ الامتیاز شان یہ بیان ہوئی ہے کہ "وہ آپس میں بڑے رحمدل واقع ہوتے ہیں"۔ اسی طرح دَورِ رسالتؐ کے بعض اہلِ ایمان کے تسامحات کا انکار بھی لازم آتا ہے حالانکہ وہ قرآنِ مجید کی بے شمار آیات کا شانِ نزول قرار پاتے ہیں۔ کیا ان واقعات کا انکار کر کے ہم کہیں اسی فتنہ کا راستہ تو ہموار نہیں کر رہے جس کے لیے بعض لوگوں نے "انکارِ حدیث" کا شوشہ چھوڑا ہے۔

ہماری رائے میں کتاب بحیثیتِ مجموعی نہایت قابلِ قدر ہے اور سوچنے سمجھنے والوں کے لیے دعوتِ فکر۔ اس کا مطالعہ صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ کے متعلق پھیلائی گئی بے شمار غلط فہمیوں کے ازالہ کا باعث ہوگا۔ اگر ہماری گزارشات کو قابلِ التفات سمجھتے ہوئے اس کتاب پر نظرِ ثانی کر لی جائے تو یہ تصنیف زیادہ مفید ہو سکتی ہے۔

کتابت وطباعت کا معیار عمدہ ہے اور جلد خوبصورت اور جاذبِ نظر۔